اللہ اور اس کے رسول کا غلبہ یقینی ہے

عبادت ہی اصل جہاد ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳ مئی ۱۹۸۶ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات قرآنیہ کی تلاوت کی:

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّ اٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ؕ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۲۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۳﴾ (المومن: ۲۲-۲۳)

اور پھر فرمایا:

قرآن کریم کی یہ جو دو آیات میں نے تلاوت کی ہیں ان میں قرآن کریم یہ مضمون بیان فرما رہا ہے کہ آغاز ہی سے انبیاء کی مخالفت کرنے والوں کا گھمنڈ اپنی طاقت پر رہا ہے اور سب سے بڑی دلیل ان کی صداقت کی ان کی طاقت ہوا کرتی ہے اور وہ ہمیشہ کمزوروں پر ہاتھ ڈالتے ہیں اور کمزوروں کے خلاف جہاد کی آواز بلند کرتے ہیں۔ اس مضمون کی متعدد اور آیات قرآن کریم میں مختلف جگہ پھیلی پڑی ہیں۔ بڑی کثرت کے ساتھ مختلف رنگ میں اس مضمون کو اللہ تعالیٰ تصریف

آیات کے ساتھ یعنی مضمون کو پھیر پھیر کے بیان فرماتا ہے اور ان تمام آیات کا مرکزی نکتہ یہی ہے کہ انبیاء کی مخالفت کرنے والے ہمیشہ اپنی طاقت کے گھمنڈ پر مخالف کرتے ہیں۔

اس مضمون کو اگر پاکستان میں آج گزرنے والے حالات کے اوپر چسپاں کر کے دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ مضمون کسی خاص وقت یا کسی خاص زمانے سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ ایک ایسا مضمون ہے جو وقت سے آزاد ہے۔ ماضی سے بھی تعلق رکھتا ہے اور مستقبل سے بھی تعلق رکھتا ہے اور ہمیشہ ہمیش کے لئے سچے اور جھوٹے کے درمیان تفریق کرنے والا مضمون ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ جہاں بھی آپ کو طاقت کے گھمنڈ پر جہاد کا تصور ملے گا وہ تصور جھوٹا ہوگا کیونکہ سارے قرآن کریم میں کہیں ایک جگہ بھی ایسا واقعہ بیان نہیں ہوا کہ وہ لوگ جو خدا کے انبیاء کے دشمن ہیں وہ کمزور ہونے کے باوجود ان کو جھوٹا سمجھ کر ان کے خلاف علمِ جہاد بلند کرتے ہیں۔ وہ ناتوان اور ضعیف ہونے کے باوجود جس چیز کو سچا سمجھتے ہیں اس کے حق میں آواز بلند کرتے ہیں بلکہ بلا استثناء ہر جگہ جہاں بھی انبیاء کی مخالفت کا ذکر ملتا ہے وہاں مخالفت کرنے والوں کی قوت کا بھی ذکر ملتا ہے۔ ان کی طاقت کا، ان کے گھمنڈ کا، ان کی قوم کی عظمت کا، ان کی عددی اکثریت کا، ان کے اموال کا، ان کے مویشیوں کا، ان کے جنگ وجدال کے سامانوں کا، ان کے لاؤلشکر کا، مختلف انبیاء کے ذکر میں یہ سارے امور آپ کو نظر آئیں گے لیکن کسی ایک جگہ بھی یہ دکھائی نہیں دے گا کہ وہ دشمن ایسا دشمن تھا جو کمزور ہونے کے باوجود محض اس وجہ سے کہ انبیاء کو جھوٹا سمجھتا تھا ان کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا۔

اس کے برعکس جہاد کے مضمون کے ساتھ آپ کو طاقت کا مضمون کہیں نظر نہیں آئے گا۔ اول سے آخر تک جہاں جہاں قرآن کریم نے جہاد کا ذکر فرمایا ہے وہاں ساتھ کمزوری کا بھی ذکر فرمایا۔ یعنی جہاد کرتے ہیں کمزور جانتے ہوئے اپنے آپ کو، اپنے آپ کو کمزور دیکھتے ہوئے ایک طاقتور دشمن کے خلاف جہاد کرتے ہیں۔ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً (البقرہ: ۲۵۰) یہ مضمون مختلف شکلوں میں آپ کو سارے قرآن کریم میں دکھائی دے گا۔ جس کا گہرا اٹوٹ تعلق جہاد کے مضمون کے ساتھ ہے۔

پاکستان میں جو احمدیوں پر گزر رہی ہے اس کی خالص اور حقیقی اصل وجہ ہی یہی ہے کہ کچھ لوگ اپنے آپ کو طاقتور سمجھ رہے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ وہ اتنی بڑی قوت رکھتے ہیں، عددی اکثریت

رکھتے ہیں، مالی لحاظ سے قوت رکھتے ہیں اور ہتھیاروں کے لحاظ سے ان کا کوئی مقابلہ نہیں ہوسکتا۔ ان کے جتھے بہت بڑے بڑے ہیں۔ حکومتیں مجبور ہو جاتی ہیں ان کی باتیں ماننے پر۔ اس قسم کے زعم میں طاقت کے جوان کو اندھا کر دیتے ہیں اور وہ پھر یہ نہیں دیکھتے کہ وہ کس کی مخالفت کر رہے ہیں اور اس مخالفت کا حق بھی رکھتے ہیں یا نہیں۔

چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے کہ ان کی مخالفت ہمیشہ ناحق ہوتی ہے۔ سوائے طاقت کے اور کوئی دلیل ان کے پاس نہیں ہوتی۔ عاد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ۭ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ۭ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۱۶﴾ (حٰمٓ السجدۃ:۱۶)

کہ عاد نے بھی اسی طرح استکبار سے کام لیا تھا بِغَيْرِ الْحَقِّ کوئی حق نہیں تھا کوئی وجہ جواز نہیں تھی ان کے پاس۔ دعویٰ کیا تھا دلیل کیا تھی؟ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً کہتے یہ تھے کہ ہم سے زیادہ طاقتور ہے کون؟ کون ہوسکتا ہے جو کمزور ہو کر ہمارے تسلط کو چیلنج کر سکے، ہمارے غلبہ کے خلاف آواز بلند کر سکے۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِيْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً کیا وہ یہ بات نہیں دیکھتے، کیا اتنی بات بھی نہیں سمجھ سکتے کہ وہ خدا جس نے ان کو پیدا کیا ہے۔ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً وہ یقیناً ان سے قوت میں بہت زیادہ سخت ہے، بہت زیادہ قوی ہے۔ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ اور حال یہ ہے کہ باوجود اس کے پھر بھی وہ خدا تعالیٰ کی آیات کی مخالفت میں بضد ہیں اور انکار کرتے چلے جاتے ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ (المجادلہ:۲۲) کہ خدا تعالیٰ نے تو اپنے اوپر یہ فرض کر رکھا ہے كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ کہ لازماً میں غالب آؤں گا اَنَا میں خود غالب آؤں گا وَرُسُلِيْ اور میرے رسول۔ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ یقیناً اللہ قوی بھی ہے اور عزیز بھی ہے، طاقتور بھی ہے اور غلبہ ایسا حاصل کرتا ہے جس میں عزت کا مفہوم پایا جاتا ہے، جس میں کرم کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ جو قابل تحسین غلبہ ہوتا ہے، ظالموں والا غلبہ نہیں ہوتا۔ یہاں پہنچ کر ایک یہ عجیب بات بھی دکھائی دیتی ہے کہ اگرچہ دوسری جگہ غلبہ کے مضمون میں مومنوں

کا ذکر بھی ملتا ہے لیکن یہاں سوائے اللہ اور رسول کے کسی اور کا ذکر نہیں ۔ كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِيْ میں غالب آؤں گا اور میرے رسول غالب آئیں گے ۔

دراصل اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جہاں تک مومنوں کی جماعت کا تعلق ہے ان کی عددی حیثیت اس فیصلہ کن جہاد میں کوئی بھی حیثیت نہیں رکھتی، وہ ہزار ہوں یا لاکھ ہوں یا دس لاکھ ہوں یہ بے معنی ہے کیونکہ ان کے مقابل پر جو عددی اکثریت ہے وہ اس سے بہت ہی زیادہ ہے۔ان کے مقابل پر جو مالی غلبہ ہے اس کو ان کی مالی حیثیت سے کوئی نسبت ہی نہیں ہے، بہت ہی زیادہ ہے۔ان کے مقابل پر جو ہتھیاروں کا غلبہ ہے وہ بھی ہر نسبت میں ان سے بہت زیادہ ہے اس لئے ان کو کسی پلڑے میں ڈالنے کے کوئی معنی نہیں رہ جاتے ۔ وہ جتنے بھی ہوں تب بھی اگر خدا کی مدد ساتھ نہ ہو تو لازماً شکست ان کے حصہ میں لکھی جائے گی۔اللہ کا غلبہ ہے صرف اور رسول کا اس لئے کہ رسالت میں نیکیوں کا خلاصہ اکٹھا ہو گیا۔مراد یہ ہے کہ خدا اور بندے جو اس کی خاطر نیکیاں کرتے ہیں ان کو غلبہ نصیب ہوگا اور رسول کا مضمون انسانی نیکیوں کے خلاصے کے طور پر بیان فرمایا گیا ہے اور اس لئے کہ اللہ تعالیٰ جن کو بھیجتا ہے ان کے لئے غیرت دکھاتا ہے۔

پس معلوم ہوا کہ جہاں تک غلبہ کا تعلق ہے اگر ایک بھی شخص کسی رسول پر ایمان نہ لائے تب بھی لازماً یہ بات پوری ہو کر رہے گی اور رسول درحقیقت اپنے ایمان لانے والوں کا بھی غلبہ میں محتاج نہیں ہے۔ایک شخص بھی اگر اس پر ایمان نہ لائے تب بھی خدا لازماً اس کو غالب کرے گا یہ مضمون ہے کیونکہ وہ نیکیاں جن کو خدا پیار سے دیکھتا ہے رسول ان کا مجموعہ ہے۔وہ ساری کائنات کے جواہر کا خلاصہ ہے۔ دوسرے یہ کہ خدا نے اس کو بھیجا ہے اور اس کی غیرت ہے جو خدا لازماً دکھائے گا۔اس لئے ہم سب تو طفیلی ہو جاتے ہیں انبیا علیھم السلام کے۔خدا نے اور خدا کے رسول نے بہر حال غالب آنا ہے اور یہ بات ثابت کر کے دکھانی ہے اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ یقیناً اللہ ہی ہے جو طاقت رکھتا ہے اور عزیز ہے۔

اسی طرح اس مضمون کی دیگر آیات بھی یہ ظاہر کر رہی ہیں کہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو غلبہ عطا ہوا ہے وہ رسالت کی تائید میں غلبہ عطا ہوا ہے اور یہ ظاہر کرنے کے لئے کہ خدا ہی طاقتور ہے، اس کے خلاف،اس کے علاوہ جتنے طاقت کی دعویٰ کرنے والے ہیں ان کی کوئی حقیقت نہیں۔

اس مضمون کو آگے بڑھاتے ہوئے خدا تعالیٰ مومنوں کا بھی ذکر فرمانا شروع کر دیتا ہے اور جہاں مومنوں کا ذکر فرماتا ہے اس کی حکمت بھی بیان فرما دیتا ہے۔ جہاں تک غلبہ کے فیصلہ کا تعلق ہے اس کا اس سے کوئی تعلق نہیں کہ مومن موجود بھی ہیں کہ نہیں لیکن اس کے باوجود مومنوں کا ذکر بھی چل پڑتا ہے، ان کی باتیں بھی خدا تعالیٰ شروع کر دیتا ہے اور حکمت یہ بیان فرماتا ہے:

وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ ؀ۧ

(الحدید:۲۲)

کہ خدا تعالیٰ مومنوں کو جو موقعہ دیتا ہے دین کی خدمت کا وہ صرف اس غرض سے کہ وہ بھی یہ فیض پالیں اور جو غلبہ بہر حال مقدر ہے اس میں کچھ وہ بھی ہاتھ لگالیں اور اس سے برکتیں حاصل کر لیں۔ اس کے نتیجے میں ان کو ثواب ملنا شروع ہو، اس کے نتیجہ میں اللہ کی رضا ان کو حاصل ہو۔ اللہ پہچان لے کہ وہ کون ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی غیب سے مدد کرتا ہے۔ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ عَزِيْزٌ جہاں تک خدا تعالیٰ کی ذات کا تعلق ہے وہ مدد کی محتاج نہیں ہے قَوِيٌّ عَزِيْزٌ وہی قوی ہے، وہی غالب ہے، اسی سے تمہیں مدد پہنچے گی۔ اس لئے تمہیں جو آزمائش میں ڈالا جاتا ہے یا تمہیں جو مدد کے لئے پکارا جاتا ہے مَنْ اَنْصَارِيْٓ اِلَى اللّٰهِ (الصّف:۱۵) کی آواز اٹھتی ہے تو مقصد یہ ہے کہ اس سے تم بھی فیض پالو اور تمہیں بھی کچھ برکتیں نصیب ہو جائیں۔ جیسے چلتی گاڑی کو دھکا لگا دیتا ہے کوئی اور اس وہم میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ میرے دھکے سے یہ گاڑی چلی تھی حالانکہ انجن چل پڑا ہوتا ہے، جو خرابی تھی وہ دور ہو چکی ہوتی ہے۔ اسی طرح ماں باپ بچوں سے کھیلتے ہیں۔ خود کام کرتے ہیں اور بچوں کا ہاتھ لگا کر ان کو خوشی پہنچاتے ہیں۔ تو مومنوں کا جہاد میں حصہ لینا اس سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ میں ایک اور لطیف مضمون بیان ہوا۔ یہ نہیں فرمایا کہ وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بلکہ بِالْغَيْبِ فرما دیا۔ اس سے مومن کے جہاد کی ایک نہایت ہی حسین ادا کی طرف اشارہ ہے۔ مومن جو خدا کے رستہ میں جہاد کرتا ہے اس میں غیب کا مضمون دو طرح سے داخل ہوتا ہے۔ اول یہ کہ باوجود اس کے کہ غلبہ کے کوئی آثار دکھائی نہیں دیتے۔ بظاہر مومن جانتا ہے کہ ان کوششوں کا کوئی نتیجہ نکلتا ہوا نظر نہیں آسکتا، دشمن اتنا طاقتور ہے، ہمارے مقابل پر اس کو اتنی

زبردست اکثریت اور قوت حاصل ہے کہ ہم جو کچھ بھی کر لیں بظاہر سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ہم غالب آ جائیں۔ یہ سب کچھ دیکھتے ہوئے وہ مدد کرتے ہیں باوجود اس کے کہ فتح غائب ہوتی ہے، فتح دکھائی نہیں دے رہی ہوتی، ان کوششوں کا کوئی نتیجہ نظر نہیں آرہا ہوتا۔

اب جماعت احمدیہ ساری دنیا میں جو کوشش کر رہی ہے عملاً ہم جانتے ہیں کہ ہماری کوئی بھی حیثیت نہیں ہے۔ ساری دنیا کی جماعت کی جتنی بھی تعداد ہے اگر وہ سارے مل کر کوشش کر لیں تو دنیا کی مخالفانہ طاقتوں کے مقابل پر ہماری کوئی حیثیت نہیں ہے، کسی پہلو سے کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اتنا کمزوری کا حال ہے کہ ہمارے ساری دنیا کے سالہا سال کے بجٹ کا مجموعہ اتنا بھی نہیں بنتا جتنا ایک دن میں انگلستان کے لوگ شراب پر خرچ کر دیتے ہیں۔ تو ایسی جماعت جس کی کمزوری کا یہ حال ہو جس کے مقابل پر صرف ایک ایک عیسائی فرقہ کی طاقت کا یہ حال ہو کہ جتنی ہماری بعض ملکوں میں تعداد ہے اس سے زیادہ، اس سے سینکڑوں گنا زیادہ ان کے مبلغ دنیا میں کام کر رہے ہیں۔

صرف ایک کیتھولک مشن کے سولہ لاکھ سے زائد مبلغ دنیا میں کام کر رہے ہیں اور جو پروٹسٹنٹ مشنز کے مبلغ ہیں، دوسرے بہت سے میتھوڈسٹ ہیں کئی قسمیں ہیں ان کی بہت سے فرقے ہیں ھرمارمنز ہیں یہ سارے اتنا دنیا میں تبلیغ کا کام کر رہے ہیں کہ ان کی مجموعی کوششوں کو آپ ایک پلڑے میں ڈال کے دیکھیں تو ساری جماعت احمدیہ کی تعداد دوسرے پلڑے میں ڈال دیں تب بھی دنیا کے لحاظ سے ان کا پلڑا بھاری رہے گا۔

پھر مولوی جو میدان میں کودا ہوا ہے جماعت کی مخالفت میں اور ان کے شاگرد اور یہ سارے ان کی تعداد ذرا شمار کریں کتنے ہیں۔ سارا ہزارہ ضلع مولوی پیدا کر رہا ہے، آزاد کشمیر مولوی پیدا کر رہا ہے، اس کے علاوہ بہت سے علاقے ہیں جہاں اقتصادی بدحالی دینی برتری میں تبدیل ہو رہی ہے اور مجبور ہو کر اور ذریعہ معاش میسر نہیں آتا تو لوگ دین کو کمائی کا ذریعہ بنانے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور ساری دنیا میں مولوی پھیل رہے ہیں وہاں سے نکل نکل کر۔ ان کی تعداد ہی بے شمار ہے۔ ان سے مقابلہ ہماری جماعت کے چند سو واقفین زندگی کا اگر عددی طور پر دیکھا جائے تو ان کے مقابل پر ہمارے واقفین زندگی آئیں گے۔ اس لحاظ سے تو ان کی تو کوئی حیثیت ہی نہیں بنتی۔ تو اگر آپ ساری کوششیں بھی یعنی مومنوں کی جماعت اپنی ساری کوششیں ایک پلڑے میں ڈال دے تو اس کے

باوجود دشمن کی کوششوں کا عشر عشیر بھی اگر دوسرے پلڑے میں ڈالا جائے تو وہ اس سے زیادہ غالب آئے گا اور زیادہ قوی اور طاقتور ہوگا۔

اس کے باوجود وہ کوشش کر رہے ہیں کوئی کہے گا کہ پاگل پن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام رکھا ہے وہ یَّنْصُرُہٗ وَرُسُلَہٗ بِالْغَیْبِ اس کو خدا پاگل پن قرار نہیں دیتا۔ اس کو ایمان کی ایک خصلت قرار دیتا ہے فرماتا ہے بالغیب مدد کرتے ہیں پتہ ہے جو کچھ ہم ڈال رہے ہیں اس راہ میں وہ سب ضائع ہو جائے گا بظاہر دنیا کے لحاظ سے لیکن پھر بھی وہ یقین رکھتے ہیں۔ ان کو کامل ایمان ہے اس بات پر کہ جو کچھ ہم ڈال رہے ہیں یہ ضائع نہیں ہوگا بظاہر غائب ہو رہا ہے لیکن حقیقت میں اسی نے بالآخر غالب آجانا ہے اور اسی نے آخر رنگ دکھانا ہے۔

دوسرا بالغیب کا یہ مضمون اس آیت میں ملتا ہے کہ مومن صرف ظاہری طور پر مدد نہیں کرتے اور یہ بھی ایک امتیازی شان ہے مومن کی جو غیر مومن کے جہاد سے اس کے جہاد کو الگ کر کے دکھاتی ہے۔ جو دنیا دار خدا کے نام پر جہاد کرنے والے یا اپنی طاقت کے بل پر جہاد کرنے والے ہیں۔ ان کے جہاد میں دکھاوے کا مضمون آپ کو نمایاں نظر آئے گا۔ وہ قوم کو دکھا کر داد لینے کی خاطر بڑے بڑے دعوے بھی کرتے ہیں اور بڑے بڑے بظاہر ڈینگیں مارتے ہوئے کوششیں بھی کرتے ہیں لیکن مخفی طور پر ان کی طرف سے ان کے اعلیٰ مقصد کے لئے کوئی خیر جاری نہیں ہوتی۔ جہاں دنیا نہیں دیکھ رہی وہاں وہ ٹھہر جاتے ہیں، جہاں دنیا دیکھ رہی ہے وہاں ان کی کوششیں تیز ہو جاتی ہیں اور مومنوں کا یہ حال ہے کہ اس وقت بھی وہ خدا کی مدد کر رہے ہوتے ہیں اور اس کے رسول کی جبکہ کوئی ان کے حال سے باخبر نہیں ہوتا۔ اعلانیہ بھی مدد کرتے ہیں اور چھپ کر بھی کرتے ہیں، دن کو بھی کرتے ہیں اور رات کو اٹھ کے بھی کرتے ہیں۔

لکھوکھہا احمدی جب رات کو تہجد کے وقت اٹھتا ہے اور دعائیں کر رہا ہوتا ہے اور گریہ وزاری کر رہا ہوتا ہے اپنے پیارے محبوب اسیروں کو یاد کر کے یا وہ جن کے اوپر بظاہر دنیاوی موت کی تلوار لٹکائی گئی ہے ان کو یاد کرتا ہے، ان کے لئے تڑپتا ہے، ان کے لئے بے قرار ہوتا ہے تو یہی مضمون صادق آتا ہے وَلِيَعْلَمَ اللّٰهُ مَنْ يَّنْصُرُهٗ وَرُسُلَهٗ بِالْغَيْبِ۔ وہ اللہ اور رسول کی محبت میں غیب کے وقت اٹھ کر بھی کوشش کر رہے ہوتے ہیں اور جدوجہد کر رہے ہوتے ہیں۔ کوئی ان کے

حال سے باخبر نہیں ہوتا صرف اللہ ہے جو ان کے حال سے باخبر ہوتا ہے۔ ان کے لئے پیغام ہے یہ اِنَّ اللّٰہَ قَوِیٌّ عَزِیۡزٌ وہ ٹھیک کہتے ہیں وہ سچ کہتے ہیں ان کی کوششیں ضائع نہیں جائیں گی۔ دنیا ان کو حقیر جانے، دنیا ان کو حقیر اور بے طاقت سمجھے اس کے باوجود جس ذات کی خاطر وہ یہ کوشش کر رہے ہیں وہ قَوِیٌّ عَزِیۡزٌ ہے اور وہ لازماً غالب آئیں گے اور وہ لازماً اللہ کی عزت کے نشان دیکھیں گے۔

اس مضمون کے بعد پھر خدا تعالیٰ ان کو بھی فتح میں ایک حصہ پانے والا بنا دیتا ہے۔ فرماتا ہے وَلَیَنۡصُرَنَّ اللّٰہُ مَنۡ یَّنۡصُرُہٗ ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَقَوِیٌّ عَزِیۡزٌ کہ اللہ ان کی بھی مدد فرماتا ہے جو خدا کی مدد کرتے ہیں یعنی فتح کے اندر جو خدا تعالیٰ کی طرف سے عطا ہونے والی ہے اس میں ان کا حصہ ڈال دیتا ہے۔ فرماتا ہے صرف رسولوں ہی کی نہیں چونکہ یہ لوگ بھی مدد کے لئے آ گئے تھے حالانکہ ضرورت بھی نہیں تھی۔ خدا کی خاطر یہ خدا اور رسول کی محبت میں چونکہ آگے بڑھے اور انہوں نے یہ کہا کہ اے خدا! ہمارا بھی حصہ ڈال، ہم سے بھی قربانیاں لے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلَیَنۡصُرَنَّ اللّٰہُ مَنۡ یَّنۡصُرُہٗ خدا بھی پھر یہ فیصلہ کرتا ہے کہ ان کی ضرور مدد کرے گا۔

میں نے جو یہ ذکر کیا کہ ہم مدد کرتے ہیں اللہ اور رسول کی عبادت کے ذریعہ تو دشمن شاید یہ نہیں سمجھ سکتا کہ یہ بھی کوئی مدد ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ سب سے اہم مدد عبادت ہے۔ خدا اور خدا کے دین کی امداد اور اس کی نصرت کے لئے اس سے بہتر اور کوئی ہتھیار اور کوئی ذریعہ نہیں ہے اور حقیقت میں یہ عبادت کرنے والے ہی ہیں جو خدا کی محبت کو پاتے ہیں، خدا کی توجہ کے مستحق ہوتے ہیں اور جن کی خاطر دنیا میں عظیم الشان کام دکھائے جاتے ہیں۔ میں نے بارہا اس طرف توجہ دلائی ہے اور بار بار جماعت کو اس مضمون پر غور کرنے کی طرف بلایا ہے کئی طریق پر کہ عبادت کے گُر سیکھو، اسی میں تمہاری طاقت کا راز ہے۔ آنحضرت ﷺ کی عظمت کا راز آپؐ کے عبد ہونے میں تھا۔ جتنے بھی دنیا میں انبیاء آئے ہیں ان سب کی طاقت کا راز ان کے عبد ہونے میں تھا اور عبد یا عبودیت یا عبادت یہ ایسا مضمون ہے جس کے اندر طاقت آپ کو دکھائی دیتی ہی نہیں۔ کلیۃً طاقت سے خالی مضمون ہے۔ پس یہ عجیب بات ہے کہ جہاں کوئی طاقت دکھائی نہیں دیتی وہاں سب سے زیادہ خدا تعالیٰ نے طاقت بھر دی ہے۔

عبد کا مطلب ہے غلام، وہ جس کا اپنا کچھ بھی نہ رہے۔ نہ مال اپنا، نہ بیوی بچے اپنے، نہ وقت اپنا، نہ سونے جاگنے کے فیصلے اپنے کوئی خِیَـرَہ ہی نہیں، کوئی اختیار ہی اس کو باقی نہیں ہوتا۔ کماتا ہے خون پسینہ کی کمائی سے کچھ گھر میں کما کر لاتا ہے تو وہ بھی مالک کا بن جاتا ہے اس کا نہیں رہتا۔ تو عبد سے زیادہ کمزور کوئی اور وجود تصور میں آ ہی نہیں سکتا اور عبودیت میں بھی وہی مضمون چل رہا ہے، عبادت میں وہی مضمون چل رہا ہے کہ وہ لوگ جو خدا کی خاطر اپنا سب کچھ چھوڑ کر سب کچھ قربان کر کے خدا کے در پہ پڑ جاتے ہیں اور کہتے ہیں بس یہی در ہے اور کوئی در ہمارا نہیں رہا، اپنا سب کچھ اس کے حضور پیش کر دیتے ہیں۔ بظاہر دنیا کے لحاظ سے ان سے زیادہ خالی ہاتھ اور ان سے زیادہ بے بس اور بے کس اور کون ہوسکتا ہے اور اللہ تعالیٰ انہی کمزوروں، انہی نہتوں، انہی بے بسوں کو دنیا میں سب سے زیادہ طاقتور کر کے اس لئے دکھاتا ہے کہ ان کا طاقتور دکھایا جانا خدا کی طاقت کا مظہر ہو جاتا ہے۔ جن کے پاس اپنی طاقت کوئی نہ ہو جب وہ غالب آتے ہیں تو سوائے اس کے کوئی نتیجہ نکل ہی نہیں سکتا کہ خدا غالب آیا ہے جس کی خاطر وہ نہتے اور بے جان ہوئے تھے اور بے بس ہوئے تھے۔ وہ خالی برتن ہو جاتے ہیں۔ بھرتے ہیں تو خدا کی محبت سے بھرتے ہیں۔ وہ خالی ہاتھ ہوتے ہیں جن کو خدا کی طاقت مضبوط کرتی ہے اور توانائی بخشتی ہے۔ ان کی سوچیں ان کے دل کے جذبات، ان کی حرکت، ان کے سکون ہر چیز میں خدا بولنے لگ جاتا ہے اور اس وجہ سے وہ طاقتور ہوتے ہیں اور اسی وجہ سے وہ غالب آتے ہیں۔

پس جنگ بدر کا واقعہ ہو یا جنگ احد کا ساری اسلامی تاریخ میں جس میں حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے جہاد میں حصہ لیا ہے آپ کو یہ مضمون سب جگہ یکساں طور پر اطلاق پاتا ہوا دکھائی دے گا۔ پہلی بات یہ کہ جہاد کے ساتھ ذاتی طاقت کا کوئی تصور قرآن کریم میں نہیں ملتا، نہ آنحضرت ﷺ کی زندگی میں ملتا ہے۔ کمزور ہونے کے باوجود حق کی خاطر اٹھ کھڑے ہونا اور جدوجہد کرنا اس کا نام جہاد ہے اور پھر جو کچھ ہے وہ خدا کے حضور پیش کر دینا اور اپنی ذات کا کوئی بھی گھمنڈ باقی نہ رہنے دینا۔ کامل طور پر خدا کے حضور جھک جانا اور اس کی عبادت میں مصروف ہو جانا اور اس کو اپنے لئے سب سے بڑی طاقت کا ذریعہ سمجھنا یہ اس کا دوسرا پہلو ہے۔ چنانچہ جنگ بدر جب حضرت اقدس محمد ﷺ شامل ہوئے۔ یہ عجیب ہے جنگ جس میں آنحضرت ﷺ مومنوں کی صفوں میں شامل نہیں تھے

بلکہ پیچھے ایک خیمہ میں جہاد کر رہے تھے اور عبادت کر رہے تھے اور واقعہ یہ ہے کہ اگر وہ اس خیمہ میں آنحضرت ﷺ عبادت نہ کر رہے ہوتے تو ناممکن تھا کہ اس طاقتور دشمن کے اوپر وہ چند مسلمان فتح یاب ہو جاتے جو ہر لحاظ سے ان کے مقابل پر کمزور تھے۔

پس بظاہر ایک دنیا کا مؤرخ یہ سوچنے کی کوشش کرتا ہے کہ جنگ بدر کا فیصلہ میدان جنگ میں ہوا تھا جہاں چند مسلمان کچھ نیم مسلح کچھ مسلح بہت بڑے طاقتور دشمن کے مقابلہ پر صف آرا تھے اور جب وہ یہ سوچنے کی کوشش کرتا ہے تو حیران بھی بہت ہوتا ہے اور حیران ہونے کے سوا اس کے لئے چارہ کوئی نہیں کیونکہ دنیا کے جتنے بھی فیصلہ کن عوامل ہوتے ہیں ان میں سے ایک بھی اس کو مسلمانوں کے حق میں نہیں ملتا۔ ایک وجہ بھی وہ نہیں پاتا کہ کیوں مسلمان جیت سکے۔ اس لئے سب سے زیادہ حیرت سے مستشرقین جنگ بدر اور اس کے نتائج کو دیکھتے ہیں کہ کیا واقعہ ہوا، کیوں آخر کیا پاگل ہو گیا تھا دشمن، اس پہ کیا بنی، کیا بیتی؟ کیوں اتنی زبردست اور ذلت آمیز شکست اس نے چند نہایت کمزور دکھائی دینے والے لوگوں کے ہاتھوں کھائی؟ اس لئے کہ وہ نہیں جانتا کہ جنگ وہاں لڑی ہی نہیں جارہی تھی، جنگ تو اس خیمہ میں لڑی جارہی تھی جہاں میرے آقا و مولیٰ، ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی ﷺ عبادت میں مصروف تھے اور اس قدر گریہ وزاری تھی اس قدر بکا تھی کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو خدمت میں حاضر تھے بار بار گرتی ہوئی چادر کو واپس آپؐ کے کندھوں پر ڈالتے تھے اور بے اختیار درد سے دعائیں دیتے تھے کہ کیا ہو گیا ہے یا رسول اللہ ﷺ آپ کو؟ کیوں اپنے آپ کو اس طرح غم میں ہلاک کئے چلے جارہے ہیں؟ اور آپؐ کی دعا کا خلاصہ یہ تھا کہ اے خدا! اگر آج اس میدان میں دشمن کو فتح ہوئی اور میرے غلاموں کو شکست ہوئی تو پھر قیامت تک تیری عبادت کرنے والا کوئی باقی نہیں رہے گا۔ (مسلم کتاب الجہاد باب الامداد بالملائکہ فی غزوہ بدر حدیث نمبر: ۳۳۰۹)

آج یہی مضمون ہے جہاد کا جو پاکستان میں جاری وساری ہے۔ آج چند کمزور اور نہتے اور بے بس اور عام دنیاوی طاقتوں سے عاری لوگ محض عبادت کی خاطر اپنا سب کچھ، اپنا تن من لے کر خدا کے حضور حاضر ہو چکے ہیں۔ اپنی بیوی بچوں، اپنی عزتوں، اپنی جان اور مال کی قربانی لے کر وہ اس میدان میں نکل کھڑے ہوئے ہیں۔ اگر ان سے مسجدیں چھینی جارہی ہیں تو مسجدوں کے باہر

صحنوں میں بیٹھے ہوئے ہیں وہ ضعیف اور کمزور لوگ اور یہ فیصلہ کر چکے ہیں کہ عبادت کے میدان میں ہم نے کوئی شکست نہیں کھانی۔ جان اس راہ میں جاتی ہے تو بے شک جائے ، اموال لوٹے جاتے ہیں تو بے شک لوٹے جائیں ، ہم ذبح ہوتے ہیں اپنی بیوی بچوں کے سامنے تو بے شک ذبح ہوں ، ہمارے بیوی بچے ہمارے سامنے ذبح ہوتے ہیں تو بے شک ذبح ہوں ، ہماری عزتیں لوٹی جاتی ہیں تو لوٹی جائیں مگر خدا کی قسم ہم عبادت کی راہ سے ہرگز پیچھے قدم نہیں ہٹائیں گے۔ کسی قیمت پر اس میدان میں دشمن ہماری پیٹھ نہیں دیکھے گا۔

اور کس طرح تاریخ دہرائی جاتی ہے؟ اے صاحب بصیرت لوگو! دیکھو کہ پاکستان میں اسلام کی تاریخ دوبارہ زندہ کی جارہی ہے اور کمزوروں اور نہتوں اور بے بسوں کے ذریعہ زندہ کی جارہی ہے۔ آج کوئٹہ اس نظارے کو پھر دیکھ رہا ہے کہ چند نہایت ہی کمزور چند سو انسان ہیں بوڑھے بھی ہیں ، بچے بھی ہیں ، نہتے ہیں ، بے جان ہیں ، بے بس ہیں۔ ایسے بھی ہیں جن سے دو قدم صحیح طریق پر چلا بھی نہیں جاتا ، اپنی جان ، مال ، عزتیں لے کر خدا کے حضور حاضر ہو گئے ہیں کہ اے خدا تیری عبادت سے ہم نے پیچھے نہیں ہٹنا۔ تو کیسے ممکن ہے کہ خدا ان کو چھوڑ دے گا؟ محمد مصطفیٰ ﷺ کا خدا عبادت گزار بندوں کو کبھی نہتا نہیں چھوڑ سکتا۔ وہ قوی اور عزیز تھا اور قوی اور عزیز ہے اور ہمیشہ قوی اور عزیز رہے گا اور ناممکن ہے کہ اس کے عبادت گزار بندے عبادت کے میدانوں میں شکست کھا جائیں اور خدا ان کو چھوڑ دے۔

پس جب میں آپ کو عبادت کے میدانوں کی طرف بلاتا ہوں تو ایک حقیقت کی طرف بلاتا ہوں۔ یہ کوئی فرضی مدد نہیں ہے یہی نصرت ہے اسلام کی جو آج آپ کر سکتے ہیں۔

اس کے اور بھی کئی نظارے ہمیں تاریخ اسلام میں ملتے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے اگر آپ غور کی نظر سے ان تاریخی واقعات کو پڑھیں کہ دراصل تمام مسلمانوں کی فتوحات کا مرکزی نکتہ ان کی عبادت تھی۔

غزوہ احزاب میں ایک واقعہ ہوا کہ آنحضرت ﷺ اور صحابہؓ اتنے مصروف رہے ایک دن کہ تمام دن دشمن ان پر حملہ کرتا رہا۔ اتنی بھی فرصت نہیں ملی ان کو کہ کوئی نماز پڑھ سکیں یعنی جنگ کی حالت میں جو رعایتیں اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہوئی تھیں ان کو ملحوظ رکھتے ہوئے بھی نماز پڑھنے کے

قابل نہیں تھے۔ چنانچہ روایتوں سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ایک دن ایسا گزرا ہے آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے غلاموں پر کہ پانچ نمازیں اکٹھی پڑھنی پڑیں۔ اس کے سوا تاریخ اسلام میں کوئی واقعہ اس کے قریب بھی آپ کو نظر نہیں آئے گا اور اس کا اتنا دکھ تھا حضور اکرم ﷺ کو کہ آپؐ نے اس رات دشمنوں کو بددعا دی یہ کہہ کر کہ برا ہو، ہلاک ہو یہ دشمن کہ آج ہمیں پانچ نمازیں اکٹھی پڑھنی پڑیں، اتنا دکھ دیکھنا پڑا ہے۔ یعنی صحابہؓ کے قتل ان کی شہادتیں ان کے نقصانات، ان کی بھوک، ان کی تڑپ، یہ ساری چیزیں آپؐ کو بددعا پر مجبور نہ کرسکیں لیکن ایک دن پانچ نمازوں کا اکٹھا پڑھنا اتنے بڑا دکھ کا موجب بنا کہ آپؐ نے عرض کی اپنے رب کے حضور کہ اے خدا! اب تو حد ہوگئی ہے ظلم کی کہ پانچ نمازیں اکٹھی پڑھنی پڑی ہیں ہمیں۔ (بخاری کتاب المغازی حدیث نمبر: ۳۸۰۲)

آج بھی دشمن آپ کی نمازوں پر حملہ آور ہوا ہے، آپ کی عبادتوں پر حملہ آور ہوا ہے۔ اگر آپ کو اپنی عبادتوں سے پیار ہے، اگر اپنی نمازوں سے پیار ہے تو آپ کے دل کی آواز کبھی رائیگاں نہیں جائے گی جیسے محمد مصطفی ﷺ کے دل کی صدا رائیگاں نہیں گئی تھی۔

روایت میں آتا ہے مسند احمد حنبل سے یہ میں نے لی ہے جنگ خندق میں ایک روز ہمیں نمازیں پڑھنے کا موقع نہ مل سکا حتیٰ کہ مغرب کے بعد بھی کچھ وقت تک ہم دن کی نمازیں ادا نہ کرسکے۔ اس کے نتیجہ میں راوی بیان کرتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کو وحی نازل ہوئی اور یہ آیت ہے جو قرآن کریم کی اس کی شانِ نزول یہ ہے اس آیت کی۔ وہ کہتے ہیں اس رات جو آنحضرت ﷺ کی یا صحابہؓ کی کیفیت تھی اس کو دیکھتے ہوئے خدا تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی اور یہ آیت نازل ہوئی

كَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا (الاحزاب: ۲۶)

کہ مومنوں کے لئے اللہ تعالیٰ خود کافی ہے کہ ان کی طرف سے لڑے وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا اور اللہ تعالیٰ قوی بھی ہے اور عزیز بھی ہے۔ اس پیغام سے حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے یوں سمجھا کہ حضورؐ نے دوسرے دن بلالؓ کو حکم دیا کہ وہ ظہر کے لئے اقامت کہیں اور حضورؐ نے اسی طرح ظہر پڑھائی جس طرح عام اوقات میں پڑھایا کرتے تھے، پھر عصر کے وقت بھی نماز کا حکم دیا اور وہ بھی اپنے وقت پر پڑھی گئی اور مغرب کے وقت بھی اذان کا حکم دیا اور وہ بھی اپنے وقت پر پڑھی گئی اور یہ بیان فرمایا کہ اس آیت میں خدا نے وعدہ کرلیا ہے ہم سے کہ آئندہ تمہیں کوئی

نمازوں کا دکھ نہیں پہنچے گا تم بے دھڑک ہو کر میری عبادتیں کرو۔ میں کافی ہوں تمہاری طرف سے دشمن کے لئے۔ (مسند احمد بن حنبل کتاب باقی مسند المشر کین حدیث نمبر: ۱۰۷۶۹)

عجیب شان ہے حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے ایمان کی بھی کہ جہاں تک میدان جنگ کا تعلق ہے جہاں تک دشمن کے حملہ آور ہونے اور حملہ آور ہونے پر ہمیشہ تیار رہنے کا تعلق ہے ایک ذرہ بھی کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی تھی۔ اسی طرح مسلمانوں کو خطرہ لاحق تھا۔ جس طرح ایک دن پہلے خطرہ لاحق تھا، اسی طرح دشمن صف آرا تھا جس طرح ایک دن پہلے صف آرا تھا اور خدا تعالیٰ نے جب یہ فرمایا کہ اللہ کافی ہے تو آنحضور ﷺ سمجھ گئے کہ کیا مطلب ہے۔ آپؐ جانتے تھے کہ میرے خدا نے میرے دکھ کو دیکھ لیا ہے۔ عبادت کے نقصان سے جو مجھے صدمہ پہنچا تھا۔ یہ وعدہ ہے اس کے جواب میں خدا تعالیٰ کا کہ اے محمد ﷺ عبادتیں کر تو اور تیرے ساتھی۔ میں کافی ہوں دشمن کو سنبھالنے کے لئے۔ تم عبادتیں کر رہے ہو گے میں تمہاری خاطر لڑ رہا ہوں گا۔

کتنا عظیم مقام ہے عبادت کو۔ پس آپ بھی عبادت پر قائم ہوں، اگر آپ عبادت پر قائم ہو جائیں گے اور عبادت کے ضائع ہونے کا دکھ محسوس کرنے لگیں تو کوئی دنیا کی طاقت نہیں ہے جو آپ کو مغلوب کر سکے، کوئی دنیا کی طاقت نہیں ہے جو آپ پر غالب آ سکے۔
إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ۔ جس خدا کے آپ بندے بن رہے ہوں گے، جس کے حضور جھک رہے ہوں گے، جس کے حضور عبادتیں کر رہے ہوں گے وہی خدا آپ کے لئے کافی ہوگا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں:

”وہ خدا بڑا زبردست اور قوی ہے جس کی طرف محبت اور وفا کے ساتھ جھکنے والے ہرگز ضائع نہیں کئے جاتے۔ دشمن کہتا ہے کہ میں اپنے منصوبوں سے ان کو ہلاک کر دوں اور بد اندیش ارادہ کرتا ہے کہ میں ان کو کچل ڈالوں مگر خدا کہتا ہے کہ اے نادان کیا تو میرے ساتھ لڑے گا اور میرے عزیز کو ذلیل کر سکے گا۔ درحقیقت زمین پر کچھ نہیں ہو سکتا مگر وہی جو آسمان پر پہلے ہو چکا اور کوئی زمین کا ہاتھ اس قدر سے زیادہ لمبا نہیں ہو سکتا جس قدر کہ وہ آسمان پر لمبا

کیا گیا ہے۔پس ظلم کے منصوبے باندھنے والے سخت نادان ہیں جو اپنے مکروہ اور قابل شرم منصوبوں کے وقت اس برتر ہستی کو یاد نہیں رکھتے جس کے ارادے کے بغیر ایک پتہ بھی گر نہیں سکتا۔ لہٰذا وہ اپنے ارادوں میں ہمیشہ ناکام اور شرمندہ رہے ہیں۔اوران کی بدی سے راستبازوں کو کوئی ضرر نہیں پہنچتا بلکہ خدا کے نشان ظاہر ہوتے ہیں اور خلق اللہ کی معرفت بڑھتی ہے وہ قوی اور قادر خدا اگرچہ ان آنکھوں سے دکھائی نہیں دیتا مگر اپنے عجیب نشانوں سے اپنے تئیں ظاہر کرتا ہے۔''(کتاب البریہ، روحانی خزائن جلد ۱۳ صفحہ:۱۹)

پس حقیقت یہ ہے کہ جہاں بھی دشمن اپنے ظاہری غلبہ کی وجہ سے اپنی عددی برتری کی وجہ سے خدا کی جماعتوں پر حملہ آور ہوتا ہے ان کا سب سے بڑا، سب سے مؤثر ہتھیار یہی ہے کہ وہ اپنے خدا کے حضور جھک جائیں ،اس کے آستانہ پر گریں، اس کے حضور دعائیں کریں ،اس سے گریہ وزاری کریں،عبادت سے پیار کریں اور اپنا سب کچھ اسی کو سمجھیں۔ان کی جان،ان کی عزت، ان کا مال سب کا مرکز ان کی عبادتیں ہیں۔اپنی عبادتوں کا مقام اور اس کے مرتبے کو بڑھائیں یہاں تک کہ خدا کے پیار کی نگاہیں پڑیں ان عبادت کرنے والوں پر اور ان دلوں پر جن میں خدا کی محبت جنم لے رہی ہوتی ہے اور نئے نئے شگوفے پیار کے چھوڑ رہی ہوتی ہے۔ وہ مناجات کرتے ہیں غیب میں اور اس رنگ میں مناجات کرتے ہیں کہ جس طرح بہار میں کلیاں پھوٹتی ہیں اور کئی قسم کے رنگ مٹی سے ظاہر ہوتے ہیں اسی طرح انسانی مٹی سے خدا کی محبت کے نئے نئے پھول، نئے نئے شگوفے بن کے پھوٹ رہے ہوتے ہیں۔ یہ وہ چمن ہے جس کی خدا حفاظت کرتا ہے اور ہرگز دشمن کو اجازت نہیں دیتا کہ اس چمن کو برباد کردے۔

پس اے میرے پیارے احمدی، میرے بھائیو! میری ماؤں! میری بہنوں! میری بیٹیو! خدا کے حضور عبادت میں اپنی طاقتوں کو انتہا تک پہنچا دو۔اپنے سینوں میں وہ گلزار کھلاؤ جس گلزار کو خدا پیار سے دیکھتا ہے اور محبت کی نگاہیں ڈالتا ہے۔تم اگر ایسا کرو تو یقیناً دنیا کی کوئی طاقت تم پر غالب نہیں آسکے گی۔ ہر وہ ہاتھ جو تمہاری طرف اٹھے گا آسمان اس کو للکارے گا یہ آواز دے گا۔

بترس از تیغِ برّان محمد ؏

اس شاخ کی طرف ہاتھ ڈالتے ہو۔ یہ تو شاخ مثمر ہے۔ اس پر تو خدا کی عبادت کے پھول اور پھل لگے ہوئے ہیں۔ محمد مصطفی ﷺ کو خدا نے جو جلال اور عزت کی تلوار دی ہے، وہ تلوار تمہارے ہاتھ پر چلے گی اور خدا اجازت نہیں دے گا کہ ان پُر بہار شاخوں کو تم کاٹ سکو۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا:

نماز جمعہ کے بعد پانچ احباب اور خواتین کی نماز جنازہ ہوگی۔ اول مکرم محمد ابراہیم صاحب ابن مکرم محترم چوہدری حمید نصر اللہ خان صاحب امیر ضلع لاہور۔ یہ ان کا بہت ہی پیارا معصوم بچہ تھا جو بچپن سے ہی بیمار تھا اور غالباً سولہ سال کی عمر یا اس کے لگ بھگ عمر ہوگی جب وفات ہوئی ہے۔ دائم المریض تھا لیکن نہایت ہی نیک فطرت شریف صورت اور فرشتہ خصلت بچہ تھا۔

ایک ہمارے افریقہ کے دوست پا الفا شریف صدر جماعت احمدیہ بوؔ۔ یہ بھی وہاں کے فدائی مخلص احمدی جو اولین احمدیوں میں سے تھے۔ مولانا نذیر علی صاحب کے ہاتھ پر انہوں نے بیعت کی تھی اور سلسلہ کے ساتھ عشق اور فدائیت کا ایک نمونہ تھے۔

مکرمہ زینب افزا بیگم صاحبہ اہلیہ سید خیر الدین صاحب مرحوم، سیٹھ داؤد احمد صاحب بھٹی جو یو۔ پی (U.P) میں تبلیغی منصوبہ بندی کے صدر ہیں ان کی والدہ ماجدہ تھیں۔

مکرمہ مریم بیگم صاحبہ والدہ مکرم محمود عبداللہ شبوتی صاحب ۔ یہ عدن کے نہایت مخلص خاندان سے تعلق رکھنے والی ہیں اور وہاں کے اولین احمدیوں میں سے تھیں۔

مکرم عبدالکریم خالد صاحب ہومیو فزیشن آف گوجرہ ۔ یہ مکرم عبدالباسط صاحب طارق بٹ آف گوجرہ کے والد ماجد تھے انھوں نے بھی نماز جنازہ کے لئے درخواست کی ہے۔